اسلام اور پسند کی شادی

از: محمد عبدالغفور قاسمی

اسلامی شریعت کی رو سے نکاح کی کاروائی اس قدر آسان اور سیدھی سادھی ہے کہ شاید غیر مسلم اس پر یقین نہ کریں بلکہ ہوسکتا ہے کہ خود مسلمان بھی اس پر مشکل ہی سے یقین کریں۔ کیونکہ موجودہ خرافات اور خود ساختہ رسوم و روایات کے پیچیدہ شکنجے میں پھنس کر آج وہ اسلامی قانون سے اس قدر دور بلکہ بیگانہ ہوچکے ہیں کہ اب انہیں صحیح شکل میں دیکھ کر بھی اسے سچ ماننے میں شاید تامل ہو۔

ہمارے معاشرے میں نکاح کے سلسلے میں ایک نہایت ہی قابل افسوس پہلو لڑکے اور لڑکی کی باہمی رضامندی کو نظرانداز کرنا ہے۔ اور پھر اس پر ستم یہ کہ باہمی رضا مندی کو شرافت کے خلاف سمجھا جاتا ہے جو شریعت مطہرہ کی واضح خلاف ورزی ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم میں واضح ارشاد ہے
"فانکحوا ما طاب لکم من النساء-----"

ترجمہ: عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے دل میں کسی عورت کیلئے نکاح کا پیغام دینے کا خیال ڈالے تو اس کے لئے گناہ نہیں ہے کہ وہ اس کو ایک نظر دیکھ لے (مسند احمد و ابن ماجہ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک خاتون کے لئے نکاح کا پیغام دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اس لڑکی کو دیکھا ہے میں نے عرض کیا میں نے تو نہیں دیکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا ایک نظر دیکھ لو یہ اس مقصد کے لئے زیادہ مفید ہوگا تاکہ تم دونوں میں الفت و محبت و خوشگواری رہے (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، سنن نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوہر دیدہ (بیوہ یا مطلقہ) عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے پوچھ نہ لیا جائے اور کنواری لڑکی سے نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اجازت کا کیا طریقہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس کا پوچھنے پر خاموش رہنا اس کی اجازت سمجھا جائے گا (صحیح بخاری و مسلم)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام نے کس حد تک اپنی مرضی سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے اور ہمارا معاشرہ اس بات کو شرافت کے خلاف سمجھتا ہے گویا کہ ہم نے اسلام سے ہٹ کر خود اپنے لئے عزت اور ذلت کا معیار بنالیا ہے پاکستان کے بعض علاقوں میں نکاح کے معاملے میں باہمی رضا مندی پر اصرار کرنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کو سخت مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہی ہمارے معاشرے کی تباہی کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ قرآن حکیم میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے **ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ و جعل منھا زوجھا لیسکن الیھا**
ترجمہ: وہی ہے جس نے تم کو ایک ہستی سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا ساتھی بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔ (اعراف۔ ۱۸۹)

اس سے معلوم ہوا کہ عورت مرد کے لئے باعث تسکین ہے لیکن یہ باعث تسکین تب ہی ہو سکتی ہے جب اسے حکم خداوندی کے تحت حاصل کیا جائے۔ وہ حکم خداوندی یہ ہے:

فانکحوا ما طاب لکم من النساء

ترجمہ: عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو۔

لیکن جس معاشرے میں پسندیدہ عورتوں سے نکاح کرنے والے کو اس قدر ذلیل ورسوا کیا جائے کہ وہ خودکشی کرنے پر مجبور ہو جائے تو اس بیچارے کیلئے نکاح باعث تسکین کیسے ہو سکتا ہے؟

ہمارے معاشرے میں لڑکے کی رضامندی کو باعث ننگ و عار سمجھا جاتا ہے' اور لڑکی کی رضامندی کا تو تصور ہی معدوم ہو چکا ہے اور یہ بات شرافت کے خلاف سمجھی جاتی ہے۔ یوں ہم نے آپؐ کے اسوہ حسنہ سے ہٹ کر اپنے لئے عزت اور ذلت کا معیار خود تجویز کرلیا ہے۔ گویا چودہ سو سال قبل جو بات حضور اکرمؐ کو شرافت کے خلاف نظر نہ آئی آج ہمیں نظر آگئی۔ معاذ اللہ۔ اس طرح ہم قرآن حکیم کے حکم **لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ** (اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو) کی خلاف ورزی کرکے اس کے عذاب کے مستحق ہو رہے ہیں۔ جو قوم خدا اور اس کے رسول کے احکام سے ہٹ کر خود اپنے لئے عزت وشرف کے معیار بناتی ہیں وہ کبھی بھی عزت نہیں پاسکتی۔

آیئے دور رسالت میں نکاح کے چند نمونے دیکھیں۔

آپؐ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ میں نے اپنے آپ کو آپؐ کے حوالے کردیا حضورؐ نے فرمایا آج کے روز میرے پاس عورتوں کی کوئی کمی نہیں اس پر ایک صحابیؓ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ اس عورت کا نکاح مجھ سے کرادیجئے۔ آپؐ نے مہر کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگا میرے پاس کچھ نہیں۔ آپؐ نے پوچھا قرآن کی کون کون سی سورتیں تمہیں یاد ہیں اس صحابی نے نام بتائے اس پر حضورؐ نے فرمایا قرآن کی جو سورتیں تمہارے پاس موجود ہیں انکے عوض میں نے تمہیں اس عورت کا مالک بنا دیا ہے (بخاری کتاب النکاح)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ہاتھ پر زرد نشان دیکھ کر پوچھا اے عبدالرحمٰن یہ نشان کیسا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرلیا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ولیمہ کردو اگرچہ ایک بکری ہی کے ذریعہ ہو۔ (کتاب النکاح بخاری شریف)

حضرت عمر بن خطابؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ بیوہ ہوئیں تو آپؓ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا میری بیٹی حفصہؓ سے نکاح کرلو۔ تو آپؓ فرماتے ہیں میں اس بات پر غور کروں گا چند دنوں کے بعد آپؓ کی ملاقات ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے نکاح کرنے سے معذوری ظاہر کردی۔

بقیہ مضمون اسلام اور پسند کی شادی صفحہ نمبر ۴